اخبار "سول" کی غلط بیانی کا اعادہ "پرتاپ" اور "احسان" میں

اگرچہ ۲۸ دسمبر کے اخبار "سول اینڈ ملٹری" کی اس سراسر غلط اور بے بنیاد رپورٹ کی بڑے زور اور وضاحت کے ساتھ تردید کی جا چکی ہے۔ جو اس نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس تقریر کے ایک حصہ کے متعلق شائع کی تھی۔ جو حضور نے ۲۷ دسمبر کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں فرمائی تھی۔ ور جس میں مقامی حکام کے اس رویہ کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔ جو انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف اکالی کانفرنس کے موقعہ پر اختیار کیا لیکن باوجود اس کے اخبار "پرتاپ" (۳۰ دسمبر) نے پورے صفحہ کی یہ سرخی قائم کر کے کہ "پنجاب گورنمنٹ اپنی انٹی احمدیہ پالیسی ترک کر دے۔ نہیں تو ہم جوابی کارروائی کریں گے۔" اور دوسرا عنوان یہ لکھ کر کہ "خلیفۂ قادیان مرزا بشیر الدین احمد کی حکومت کو دھمکی کہ ہمارا مذہب ہمیں عدم تشدد کے کریڈ کی تعلیم نہیں دیتا۔" "سول" کی غلط بیانی کو دوہرا دیا ہے۔ حالانکہ دیانت داری کا تقاضا یہ تھا۔ کہ جب "سول" نے جماعت احمدیہ کے متعلق ایسی بات شائع کی تھی۔ جو نہ صرف اس کی ہمیشہ کی شائع شدہ سیاسی پالیسی کے خلاف تھی۔ بلکہ مذہبی تعلیم کے بھی برعکس تھی۔ اسے جھٹ پٹ درست تسلیم کر کے درج نہ کر دیتا۔ اور دیکھتا۔ کہ احمدی پریس اس بارے میں کیا کہتا ہے۔ یا کم از کم کسی ذمہ وار خبر رساں ایجنسی کی اطلاع ہی دیکھ لیتا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ "پرتاپ" نے نہ صرف احتیاط کے ان پہلوؤں کو مدنظر نہیں رکھا۔ جن کا تقاضا اخبار نویسانہ دیانتداری کرتی ہے۔ بلکہ ایسوسی ایٹڈ پریس کی اس اطلاع کو بھی نظر انداز کر دیا۔ جو اسی صفحہ پر اس نے شائع کی ہے۔ اور جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی تقریر کے متعلق اس قسم کا کوئی ایک لفظ بھی نہیں۔ جو "سول" سے کر اس نے شائع کئے ہیں۔

ایسوسی ایٹڈ پریس ایک ذمہ وار ایجنسی ہے۔ جو اہم سے اہم خبریں پہونچانا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ جب اس نے اپنی رپورٹ میں اس قسم کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ تو صاف ظاہر تھا۔ کہ ایسی کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔ اگر ہوتی۔ تو یہ ایجنسی اسے چھپا نہ رکھتی۔ کیونکہ اس قسم کی باتیں چھپا رکھنے کے لئے نہیں کہی جاتیں۔ بلکہ یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔

ان حالات میں اخبار "پرتاپ" نے بلا سوچے سمجھے اخبار "سول" کی غلط بیانی کو شائع کر کے فرض شناسی کا کوئی اچھا ثبوت نہیں دیا۔ جس کا ہمیں افسوس ہے۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر قابل افسوس اخبار "احسان" ہے۔ جس نے "پرتاپ" اور "سول" میں شائع شدہ غلط بیانی میں سے ایک فقرہ لے کر "قادیانی اور کانگرسی" کے عنوان سے اپنے یکم جنوری کے پرچہ میں ایڈیٹوریل لکھ دیا ہے۔ چونکہ اس نے بناء فاسد علی الفاسد پر عمل کیا ہے۔ اس لئے یہ کہہ دینا ہی کافی ہے۔ کہ اخبار "سول" اور "پرتاپ" اور خود "احسان" میں جماعت احمدیہ کی سیاسی پالیسی کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی طرف منسوب کر کے جو کچھ شائع کیا گیا ہے۔ وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ جس کی تردید ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی ۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء کے اجلاس میں کئی ہزار کے مجمع میں کر دی گئی تھی۔ اور پھر ۳۱ دسمبر کے "الفضل" میں مفصل طور پر شائع بھی کر دی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے متعلق حکومت پنجاب کی پالیسی کا ذکر ہی نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس قسم کی کوئی دھمکی دی۔ حضور ایدہ اللہ تعالے نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ وہ حکام۔ جو فتنہ پردازوں کے سامنے جیسا کہ گزشتہ اکالی کانفرنس کے موقعہ پر ہوا۔ دب جاتے ہیں۔ اور شرفاء کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ ہرگز انتظام کرنے کے قابل نہیں۔ اور وہ اپنے اس قسم کے رویہ سے شرفاء کو مجبور کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی مقابلہ میں شرافت کو چھوڑ کر مفسدہ پردازی کا انسداد جبر اور زور سے کریں۔

اخبار "سول" جو اس ساری غلط بیانی کا موجب ہے۔ اگر اس کی تردید نہ کرے تو یہ اس بات کا مزید ثبوت ہوگا۔ کہ اس نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت اس کا ارتکاب کیا ہے۔ لیکن "پرتاپ" اور "احسان" کو تو اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد صحیح بات شائع کرنے سے دریغ نہیں ہونا چاہیئے۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۱ فتح ۱۳۱۹ ہش - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت ابھی پوری طرح صاف نہیں۔ درد شکم اور کھانسی کی شکائت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا جاری رکھیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو گردن میں درد کی تکلیف ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت تا حال ناساز ہے دعائے صحت کی جائے۔ حرم ثانی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب ایم۔بی۔ای ریٹائرڈ اسسٹنٹ انجنیئر کی صاحبزادی محمودہ بیگم کا نکاح ۲۵ دسمبر کو میاں عبدالسلام صاحب ایم۔اے ابن ماسٹر علی محمد صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی سے پڑھا خدا مبارک کرے۔

یہ ہے پیام والوں کے ایمان کا لہو

از جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی سیالکوٹ

یہ سرخ اشتہار جو چسپاں ہے کو بکو
حیرت سے میں کھڑا تھا کہ آئی ندائے غیب
"کشتی نوح" میں یہ لکھا ہے مسیح نے
پیر مغاں سے توڑ کے کیا لے گا ساقیا
تالاب ایک ہو کہ جدا سڑ گیا تو کیا
تجھ پر سوا ز منطق بے سود کی شراب
وہ دن گئے کہ تجھ کو بھی ملتا تھا جام ناب

کاغذ کا ایک پھول ہے جس میں نہیں ہے بو
یہ ہے پیام والوں کے ایمان کا لہو
ہر گز نہیں ہے مجھ میں سے ہم مشرب عدو
گر خمکدہ نہیں ہے تو کس کام کا سبو
ہر دم ہے تازہ آب مگر قادیاں کی جو
مستوں کا اور ہے مگر اندازِ گفتگو
لیکن مرید پیر مغاں اب کہاں ہے تو

تنویر دیکھ مولوی صاحب کو روزِ حشر
آتا نہیں غریب مسیحا کے روبرو

درخواست ہائے دعا

(۱) حبۃ عبدالقادر صاحب ابن بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بعارضہ نمونیہ انبالہ میں بیمار ہیں (۲) سلطانہ بیگم صاحبہ نورنگ ضلع گجرات کی ہمشیرہ کے دو بچے بعارضہ بخار و خسرہ بیمار ہیں صحت کے لئے دعا کی جائے (۳) محمد الطاف صاحب مردان بابو عبدالجلیل صاحب حکیم مرغوب اللہ صاحب اور میاں فضل رحیم صاحب ایک محکمانہ امتحان میں شریک ہونے والے ہیں ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

ضروری گزارش: جن اصحاب نے الفضل کا چندہ جلسہ سالانہ پر ادا نہیں کیا وہ "الفضل" کی اشاعت بڑھانے کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے تازہ ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے وی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔

جلسہ سالانہ پر بیعت کرنے والوں کی تعداد

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ ۱۹۴۰ء کے موقعہ پر جن اصحاب پر اللہ تعالےٰ نے احمدیت کی صداقت ظاہر فرمائی۔ اور وہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ ان کی تعداد ۳۸۶ ہے۔ جن میں ۱۹۹ مرد اور ۱۸۷ عورتیں ہیں۔ اللّٰھم زد فزد

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

محترمہ امۃ السلام صاحبہ بنت ماسٹر خیر الدین صاحب بی۔اے امراؤتی ایک مخلص اور دیندار خاتون ہیں۔ میٹرک کے علاوہ ادیب فاضل کا امتحان پاس کر چکی ہیں۔ نیز انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ عربی قصیدہ یاد کیا ہوا ہے۔ جس کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو اسے یاد کریگا اور باقاعدہ پڑھے گا اس پر اللہ تعالےٰ کے انوار نازل ہوں گے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوگا۔ انہوں نے تحریک جدید کے سال اول تا دہم کا ایک سو روپیہ جس میں پچاس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور پچاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اپنے۔ اپنے والدین بھائی اور بہنوں کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

وہ احباب جو ساتویں سال کے وعدے اب تک نہیں لکھوا سکے۔ وہ غور کریں جب خدا کے موعود خلیفہ کا ارشاد ہے۔ کہ تحریک جدید کے جہاد کبیر میں حصہ لینے والے ۷ جنوری ۱۹۴۱ء تک مرکز میں اپنے وعدے پہونچا دیں تو کیوں جلد سے جلد اس پر عمل نہ کیا جائے اگر آپ جماعت کے سیکرٹری مال ہیں تو کیا اپنا فرض ادا کر چکے۔ اور اگر آپ وعدہ براہ راست حضور کے پیش کیا کرتے ہیں تو کر چکے۔ اور اگر نہیں تو پہلا کام یہ کریں۔ کہ تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے رحم سے صدیوں کے بعد جماعت احمدیہ کو یہ موقعہ عطا فرمایا ہے۔ اسے رائیگاں نہیں جانے دینا چاہیئے۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

نفع مند کام

جو احباب اپنا روپیہ نفع مند تجارت پر لگانا چاہیں یا بکفالت جائداد قرض دینا چاہیں جس کا کرایہ یا پیداوار زمین کا ٹھیکہ ان کو دیا جائے گا۔ ان کو چاہیئے کہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔

فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

ذکرِ حبیب علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محویت الی اللہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جلسہ سالانہ میں ۲۶ دسمبر ۱۹۴۰ء کو مندرجہ بالا عنوان پر حسب ذیل تقریر فرمائی:-

دست در کار و دل بایار

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں جو امور ہم نے خصوصیت سے ملاحظہ کئے۔ ان میں سے ایک آپ کی محویت تھی۔ کہ آپ ہر وقت اپنے پیارے اللہ کی یاد۔ اللہ کے خیال۔ اللہ کے دھیان میں ایسے محو رہتے۔ کہ دُنیا جہان کی آپ کو کچھ پروا نہ تھی۔ اور اگرچہ آپ دُنیا کے سب کاروبار سرانجام دیتے تھے۔ تاہم آپ ہر وقت دست در کار و دل بایار کا ایک مکمل نمونہ تھے۔

مدت ہوئی۔ میں نے ایک دفعہ حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت وسیع کھلے میدان میں جہاں بہت مخلوق جمع ہے۔ گویا تقریر کے واسطے کھڑے ہیں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بہت سے خدام بھی جمع ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب احمدی ہی جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت سرور انبیاء رسول پاک خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھڑے ہو کر نہایت خوش الحانی سے یہ آیت شریفہ پڑھی۔ اِنَّ صَلوٰتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ بس اتنا ہی آپ کا وعظ تھا۔ حاضرین کی آواز میرے کان میں گونج رہی تھی۔ کہ میں بیدار ہو گیا۔ یہ آیت شریفہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق۔ اعمال اور خیالات کا ایک صحیح نقشہ ہے۔ جو خود خداوند علام الغیوب نے ان مقدس الفاظ میں کھینچا ہے۔ اس میں یہ الفاظ حضرت شاہ دو عالم فخر رسل کے مونہہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالے گئے۔ کہ میری نماز۔ میری عبادت۔ میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ میرے تمام خیالات۔ تمام اقوال۔ تمام حرکات اور تمام سکنات سب تیرے لئے ہیں۔ اے میرے پیارے اللہ۔ بعینہٖ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ آپ ہر وقت اپنے اللہ کی یاد میں محو رہتے۔ آپ کے وصال کے وقت میں آپ کے قدموں میں موجود تھا۔ آپ کی آخری پکار بھی یہی تھی۔ "اے میرے پیارے اللہ۔ اے میرے پیارے اللہ"۔

رُوحانی جذب

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "جو شخص اللہ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے۔ اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دی جاتی ہے۔ مومن کے دل میں جذب ہوتا ہے۔ اس جذب کے ذریعہ وہ دوسرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے"۔ یہ جذب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا کر رکھا تھا۔ اور اسی جذب کے ذریعہ سے لاکھوں آدمی باوجود دُشمنوں کی شدید مخالفت کے آپ کی طرف کھچے چلے آئے۔

رُوحانی کشش

اگرچہ مخلوقِ خدا کو راہِ ہدایت پر لانے کے واسطے آپ تمام ذرائع اختیار فرماتے وعظ و نصیحت کرتے۔ کتابیں لکھتے۔ اشتہار شائع کرتے۔ اخباروں میں مضامین دیتے تبلیغی سفر کرتے۔ مگر اپنی کامیابی کے واسطے آپ کا اصل بھروسہ خدا ہی پر تھا۔ اور زیادہ وقت دُعا۔ اور توجہ کی طرف لگاتے چنانچہ ۱۹۰۳ء میں ایک دفعہ آپ نے فرمایا:-

"وُہی مذہب ترقی کر سکتا ہے جس میں روحانیت ہو۔ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ ایک کشش عطا کرتا ہے۔ جو پاکیزہ دلوں کو محسوس ہوتی ہے۔ اور وُہ اس سے کھچے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اس کشش سے موثر ہونے والے لوگ ایک فوق العادت زندگی کا نمونہ دکھلاتے ہیں۔ ہیروں کے ٹکڑوں کی طرح اس کشش کی چمک ان میں نظر آتی ہے۔ وُہ الٰہی طاقتوں کا کرشمہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نادر اور مخفی قدرتیں جو عام طور پر ظاہر نہیں ہوتیں۔ ایسے شخص کے ذریعہ ہوتی ہیں۔ اور اسی کشش سے ان کو کامیابی ہوتی ہے۔ سچی تقویٰ اور استقامت بغیر ایسے صاحبِ کشش کی موجودگی کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کے سوائے قوم بنتی ہے۔ یہی کشش ہے جو کہ دلوں میں قبولیت ڈالتی ہے۔ اس کے بغیر ایک غلام اور نوکر بھی اپنے آقا کی خاطر خواہ فرمانبرداری نہیں کر سکتا۔ اور اسی کے نہ ہونے کی وجہ سے نوکر اور غلام جن پر بڑے انعام و اکرام بھی کئے گئے ہوں۔ آخر کار نمک حرام نکل آتے ہیں۔ بادشاہوں کی ایک کثیر تعداد ایسے غلاموں کے ہاتھ سے قتل ہوتی رہی۔ لیکن کیا کوئی ایسی نظیر انبیاء میں دکھا سکتا ہے۔ کہ کوئی نبی اپنے کسی غلام یا مرید کے ہاتھوں سے قتل ہوا ہے۔ مال و زر اور کوئی اور ذریعہ دل کو اس طرح سے قابو نہیں کر سکتا۔ جس طرح سے یہ کشش قابو کرتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس وُہ کیا بات تھی۔ کہ جس کے ہونے سے صحابہ رضؓ نے اس قدر صدق دکھایا۔ اور انہوں نے نہ صرف بُت پرستی اور مخلوق پرستی سے ہی مونہہ موڑا۔ بلکہ درحقیقت ان کے اندر سے دُنیا کی طلب ہی مسلوب ہو گئی۔ اور خدا کو دیکھنے لگ گئے۔ وُہ نہایت سرگرمی سے خدا کی راہ میں ایسے فدا تھے۔ کہ گویا ہر ایک ان میں سے ابراہیم تھا۔ انہوں نے کامل اخلاص سے خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے وُہ کام کئے۔ جس کی نظیر بعد اس کے کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ اور خوشی سے دین کی راہ میں ذبح ہونا قبول کیا۔ دُنیا اور مافیہا پر دین کو مقدم کر لینا بغیر کشش الٰہی کے پیدا نہیں ہو سکتا جن لوگوں میں یہ کشش نہیں ہوتی۔ وُہ ذرا سے ابتلاء سے تبدیل مذہب کر لیتے ہیں"۔

ترکِ دُنیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ "جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ وُہ دُنیا کو ترک کرتے ہیں اس سے یہ مراد ہے۔ کہ وُہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھہراتے۔ بلکہ دُنیا ان کی خادم۔ اور غلام ہو جاتی ہے جو لوگ برخلاف اس کے دُنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں۔ خواہ وُہ دُنیا کو کس قدر بھی حاصل کر لیں۔ آخرکار ذلیل ہوتے ہیں"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی زندگی اس ترکِ دُنیا کا ایک کامل نمونہ تھی۔ آپ دُنیا میں رہ کر اس دُنیا سے الگ تھے۔ اور یہی بات آپ اپنے خدام کو سکھاتے تھے۔ اور تعلیم دیتے تھے۔ ہر وقت آپ خدا تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے۔ اسی واسطے خدا بھی آپ کو ہر وقت یاد رکھتا تھا۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔ ؎

بس بزرگی ہا است اندر یادِ او
یادِ او کُن یادِ او کُن یادِ او

حضرت باوا نانک صاحب بھی فرماتے ہیں:- ؎

نانک دُکھیا سب سنسار
سو سُکھیا جو نام آدھار

ایک نیا خُدا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کی قدرتیں بے انتہا ہیں۔ مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کو یقین اور محبت۔ اور اس کی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے۔ اور نفسانی عادتوں سے باہر کئے گئے ہیں۔ انہی کے لئے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا انہی کے لئے ارادہ کرتا ہے۔ جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں"۔

انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آئے۔ تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے۔ مگر نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے۔ بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خداتعالے کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے۔ جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خارق اور معجزات کی یہی جڑھ ہے . . . . .

رحمت کا نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو۔ کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے . . . . . .

اپنے مولے کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے . . . .

تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس سے ملے گا . . . .

اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے . . . .

اگرچہ سب خدا کی مخلوق ہیں۔ لیکن وہ اس کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے۔ وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے۔ جو اس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے"

خلوت پسندی

آپ کو خلوت میں رہنا اسی واسطے زیادہ پسند تھا کہ علیحدگی میں خداتعالے کی طرف توجہ کرنے کا زیادہ موقعہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۹ء کے جلسہ کی تقریب پر آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا

"میری طبیعت اور فطرت کا یہی تقاضہ ہے کہ . . . . جو کام ہو اللہ ہی کے لئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔ اگر اللہ کی رضا اور اس کے احکام کی تعمیل میرا مقصد نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریریں کرنی اور وعظ سنانا تو ایک طرف میں تو ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں۔ اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں جس کو بیان نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کروں بنی نوع انسان کی ہمدردی کھینچ کر باہر لے آئی ہے۔ اور اللہ تعالے کا حکم ہے جس نے مجھے تبلیغ پر مامور کیا ہے۔"

نظم میں بھی حضور نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے عرض کیا ہے ؎

ہر کہ با ذات تو سرے دارد
پشت بر دوئے دیگراں دارد

خلوت میں رہنا اسی واسطے حضور کو زیادہ پسند تھا کہ خلوت میں جب کوئی اور مخل نہیں ہوتا انسان اللہ تعالے کی طرف زیادہ عمدگی سے متوجہ ہو سکتا ہے۔ اور بافراغت خدا کی یاد میں اپنا دل لگاتا ہے۔ گویا دنیا وجہان سے الگ ہو کر اپنے رب کی صحبت میں بیٹھنے کا لطف اٹھاتا ہے ؎

پس از صد سالی ایں نقطہ محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

علیحدگی میں بیٹھنا

جب ایام مقدمہ کرم دین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ماہ تک گورداسپور میں رہے۔ وہاں کے قیام کے واسطے ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ تو اس مکان کے نچلے حصہ میں ایک چھوٹا سا کمرہ بیرونی دروازے کے قریب تھا جو بطور پاخانہ استعمال ہوتا تھا۔ حضور نے اس کمرے کو دھلایا صاف کرایا۔ اور اس کے اندر فرش بچھایا گیا۔ اور حضور نے اسے اپنے لئے بطور خلوت نشینی استعمال کرنا شروع کیا۔ حضور روزانہ دس بجے کے قریب اس کے اندر کنڈی لگا کر رہتے اور قریباً دو گھنٹے علیحدگی میں گزارتے۔ اس وقت کسی کو اجازت نہ ہوتی تھی کہ آپ کے پاس جائے۔ یا آپکو بلائے۔

تمام انبیاء کی خلوت پسندی

فرمایا کرتے مجھے تو اللہ تعالےٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی۔ کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا۔ تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز نہ بھاتی تھیں۔ میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے ایک لمحہ بھی شہرت کو پسند نہیں کیا۔ میں بالکل تنہائی میں تھا اور تنہائی ہی مجھ کو بھاتی تھی۔ شہرت اور جماعت کو میں نفرت سے دیکھتا تھا۔ اس کو خدا بھی جانتا ہے میں تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تھا۔ اور یہی میری آرزو تھی۔ خدا نے مجھ پر جبر کر کے اس سے مجھے باہر نکالا۔ میری ہرگز مرضی نہ تھی مگر اس نے میری خلاف مرضی کیا۔ کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تھا۔ اس کام کے لئے اس نے مجھے پسند کیا۔ اور اپنے فضل سے مجھ کو اس عہدہ جلیلہ پر مامور فرمایا یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے۔ میرا اس میں کچھ دخل نہیں۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ میری طبیعت اس طرح واقع ہوئی ہے کہ شہرت اور جماعت سے کوسوں بھاگتی ہے اور میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ لوگ کسطرح شہرت کی آرزو رکھتے ہیں۔ میری طبیعت اور طرف جاتی تھی۔ لیکن خدا مجھے اور طرف لے جاتا تھا۔ میں نے بار بار دعائیں کیں کہ مجھے گوشہ میں ہی رہنے دیا جائے۔ مجھے میرے خلوت کے حجرے میں چھوڑ دیا جائے۔ لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو۔ اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت میں تھا اسکو سنوار دو۔ انبیاء کی طبیعت اس طرح واقع ہوتی ہے۔ کہ وہ شہرت کی خواہش نہیں کیا کرتے۔ کسی نبی نے کبھی شہرت کی خواہش نہیں کی۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپ عبادت کے لئے لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا تھی چلے جاتے تھے۔ یہ غار اس قدر خوفناک تھی۔ کہ کوئی انسان وہاں جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کو اس لئے پسند کیا ہوا تھا۔ کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہ پہونچے گا۔ آپ بالکل تنہائی چاہتے تھے۔ شہرت کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ مگر خدا کا حکم ہوا۔ یا ایھا المدثر قم فانذر۔ اس حکم میں ایک جبر معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا۔ کہ اب تنہائی کو جو آپ کو بہت پسند تھی چھوڑ دیں۔ بعض لوگ بے وقوفی اور حماقت سے خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا میں شہرت پسند ہوں۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں۔ کہ میں ہرگز شہرت پسند نہیں ہوں۔ میں تو دنیا سے ہزاروں کوس بھاگتا تھا۔ حاسد لوگوں کی نظر چونکہ زمین اور اس کی اشیاء تک محدود ہوتی ہے۔ اور وہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اور شہرت پسند ہوتے ہیں۔ انہیں اس خلوت گزینی اور بے تعلق کی کیفیت ہی معلوم نہیں ہو سکتی۔ ہم تو دنیا کو نہیں چاہتے۔ اگر وہ چاہیں اور اس پر قدرت رکھتے ہیں۔ تو سب دنیا لے جائیں ہمیں ان پر کوئی گلہ نہیں۔ ہمارا ایمان تو ہمارے دل میں ہے نہ دنیا کے ساتھ۔ ہماری خلوت کی ایک ساعت ایسی قیمتی ہے۔ کہ ساری دنیا کو اس ساعت پر قربان کرنا چاہیئے۔ اس طبیعت اور کیفیت کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ مگر ہم نے خدا کے امر پر جان و مال و آبرو کو قربان کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کسی کے دل میں تجلی کرتا ہے۔ تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کتنا ہی پوشیدہ کرے مگر بھید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے

اور اسی طرح اس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے۔ خاص قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ہزاروں پردوں میں چھپے اور اپنے آپ کو چھپالے مگر چھپا نہیں رہتا۔ سچ کہا ہے۔ عشق و مشک را نتواں نہفتن۔ جن لوگوں کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں۔ جس سے ان کے دل لبریز ہوتے ہیں بلکہ اس کے افشاء پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے۔ جو خدا اور اس کے بندہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ راز کا فاش ہو جانا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے کوئی رسول نہیں آیا جس کا راز خدا سے نہیں ہوتا۔ اسی راز کو چھپانے کی خواہش اس کے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اس کو فاش کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی ان کو ملتی ہے۔ جو چاہتے ہیں ان کو ملتا نہیں۔ اور جو نہیں چاہتے ان کو جبراً ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عرض کیا ہے ؎

حسن و خلق و دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام

تمام جماعت محویت اختیار کرے

جس محویت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود رہتے تھے۔ آپ کی خواہش ہوتی کہ تمام جماعت کے لوگ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت اور عبادت میں محو رہیں فرمایا کرتے:۔

"مومن کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفسانی اغراض کو بالکل مٹا دے۔ اس کی عبادت جنت کی خواہش میں یا دوزخ کے خوف سے نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ انسان کو چاہئے اپنے وجود کو خدا تعالیٰ کی عظمت میں محو کر دے۔"

خاص روزے

اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ بڑھانے اور اس کی یاد میں محویت کی کوشش میں جو ریاضتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ابتدائی زمانہ میں کیں۔ ان میں آپ کے خاص روزے بھی ہیں جو آپ نے آٹھ نو ماہ متواتر رکھے۔ جس میں گرمی کے لمبے دن اور سردی کے دن بھی شامل تھے۔ ان کا ذکر حضور نے خود کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ ان کا زمانہ وفات بہت نزدیک تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا۔ اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا۔ کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا۔ کہ اس امر کو مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشستگاہ میں کھانا منگواتا۔ اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کی تاکید کر دی تھی۔ دے دیتا تھا۔ اور اس طرح تمام دن روزہ میں گذارتا۔ اور بجز خدا تعالیٰ کے کسی کو ان روزوں کی خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں۔ بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں۔ سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہانتک کہ میں تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہانتک کے شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا۔ اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں۔ جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین و علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہیں بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی۔ غرض اسطرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔ جنکا ذکر کرنا موجب تطویل ہے۔ اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے۔ جن میں سے بعض چمکدار اور سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہونچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا۔ اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا۔ اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع و اقسام کے مکاشفات تھے۔ ایک اور فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا۔ کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں میں نے کئی دفعہ خیال کیا۔ کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے۔ تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا۔ کہ انسان کس حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہے۔ اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے۔ کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے۔ اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں۔ جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں۔ اور آخر یبوست دماغ سے مجنون ہو گئے۔ اور بقیہ عمر ان کی دیوانہ پن میں گذری۔ یا دوسرے امراض سل و دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ انسانوں کے دماغی قویٰ ایک طرز کے نہیں ہیں۔ پس ایسے اشخاص جن کے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں۔ ان کو کسی قسم کا مجاہدہ موافق نہیں پڑسکتا۔ اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے ہیں۔ سو بہتر ہے کہ انسان اپنی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے۔ اور دین العجائز اختیار رکھے ہاں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو۔ اور شریعت غراء اسلام سے منافی نہ ہو۔ تو اس کو بجا لانا ضروری ہے۔ لیکن آجکل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں۔ ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا پس ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔"

سادگی

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دینی کام میں اسقدر استغراق ہے کہ:۔

"مادی باتوں کی طرف مطلق پروا نہیں۔ لکڑی کا تخت جس پر آپ بیٹھتے ہیں اس پر مٹی پڑی ہے۔ اور میلا ہے تب پروا نہیں۔ اگر کسی نے مٹی جھاڑ دی اور صاف کر دیا تب بھی التفات نہیں۔ حضرت مکان اور لباس کی آرائش اور زینت سے بالکل غافل اور بے پروا ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حضور کا یہ پایہ اور منزلت ہے کہ اگر چاہیں تو آپ کے مکان کی اینٹیں سنگ مرمر کی ہو سکتی ہیں۔ اور آپ کے پا انداز سندس و اطلس کے بن سکتے ہیں۔ مگر بیٹھنے کا مکان ایسا معمولی ہے کہ زمانہ کی عرفی نفاست اور صفائی کا دلدادہ تو ایک دم کے لئے بیٹھنا پسند نہ کرے ....

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی اُنس نہیں۔ ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں۔ اور بڑی آرزو ہے۔ کہ مل کر چند روز گذارہ کر لیں۔

اور فرمایا۔ میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میرا گھر ہو۔ اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر وقت واسطہ رابطہ رہے۔ برادران یہ باتیں سچی ہیں

اور واقعات ان کے گواہ ہیں۔ مکان اندر اور باہر نیچے اور اوپر مہمانوں سے کشتی کی طرح بھرا ہوا ہے۔ اور حضرت کو بھی بقدر حصہ رسدی بلکہ تھوڑا سا ایک حصہ رہنے کو ملا ہوا ہے۔ اور آپ اس میں یوں رہتے ہیں جیسے سرائے میں کوئی گزارا کرتا ہے۔ اور اس کے جی میں کبھی نہیں گزرتا۔ کہ یہ میری کوٹھڑی ہے۔"

دنیوی اشیاء سے بے التفاتی

اللہ تعالیٰ کی محبت میں جو آپ کی محویت تھی اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ آپ کو کھانے پینے کی اشیاء کی طرف کچھ التفات نہ ہوتا۔ اس کے متعلق حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ جو میں انہی کے الفاظ میں دہراتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ "اگر کبھی کوئی خاص فرمائش کی ہے۔ کہ وہ چیز ہمارے لئے تیار کر دو۔ اور عین اسوقت کسی ضعف یا عارضہ کا مقتضا تھا۔ کہ وہ چیز لازماً تیار ہی ہوتی اور اس کے انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا اور کبھی کبھی جو کہنے یا توجہ الی اللہ سے نزول کیا ہے تو یاد آ گیا ہے۔ کہ کھانا کھانا ہے۔ اور منتظر ہیں کہ وہ چیز آتی ہے۔ آخر وقت اس کھانے کا گزر گیا اور شام کے کھانے کا وقت آ گیا ہے۔ اس پر بھی کوئی گرفت نہیں۔ اور جو نرمی سے پوچھا ہے۔ اور عذر کیا گیا ہے کہ دھیان نہیں رہا تو مسکرا کر الگ ہو گئے ہیں۔ اللہ اللہ او نے خدمت گار اور اندر کی عورتیں جو کچھ چاہتی ہیں پکاتی کھاتی ہیں۔ اور ایسا تصرف ہے۔ کہ گویا اپنا ہی گھر اور اثاث البیت ہے۔ اور حضرت کے کھانے کے متعلق کبھی ڈھول اور تغافل بھی ہو جائے تو کوئی گرفت نہیں۔ کبھی نرم لفظوں میں بھی نہ کہا کہ دیکھو یہ کیا حال ہے۔ تمہیں خوف خدا کرنا چاہیئے۔ یہ باتیں ہیں۔ جو یقین دلاتی ہیں۔ کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سچ ہے۔ کہ میں اپنے رب کے ہاں سے کھاتا اور پیتا ہوں۔ اور حضرت امام علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔ ؎

کر من مے زیم بوحی خدائے کہ با من ست
پیغام اوست چون نفس روح پرورم

حقیقت میں اگر یہ سچ نہ ہو تو کون تاب لا سکتا ہے۔ اور ان فوق العادت فطرت رکھنے والے انسانوں کے سوا کس کا دل گردہ ہے۔ کہ ایسے حالات پر قناعت کر سکے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ حضرت لکھ رہے تھے ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے۔ فرمایا خوب کیا مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا وہ چلی گئی۔ اور آپ پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتنوں کو بھی خوب صاف کیا۔ اور بڑے سکون اور وقار سے چلا گیا۔ اللہ اللہ! ان جانوروں کو بھی کیا عرفان بخشا گیا ہے۔ وہ کتا اگرچہ رکھا ہوا اور سدھا ہوا نہ تھا۔ مگر خدا معلوم اسے کہاں سے یہ یقین ہو گیا اور بجا یقین ہو گیا کہ یہ پاک وجود بے شر اور بے ضرر وجود ہے۔ اور یہ وہ ہے۔ جس نے کبھی چیونٹی کو بھی پاؤں تلے نہیں مسلا اور جس کا ہاتھ کبھی دشمن پر بھی نہیں اٹھا۔ غرض ایک عرصہ کے بعد ہاں ظہر کی اذان ہوئی تو آپ کو پھر کھانا یاد آیا۔ آواز دی خادمہ دوڑی آئی اور عرض کیا کہ میں مدت ہوئی کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کر آئی تھی اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا تو اب شام کو ہی کھائیں گے۔ آپ کے حلم اور طرز تعلیم اور قوت قدسیہ کی ایک بات مجھے یاد آئی ہے۔ دو سال کی بات ہے۔ تقاضائے سن اور عدم علم کی وجہ سے اندر کچھ کہانی کہنے اور سننے کا چسکا پڑ گیا آدھی رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور پاک دل بہلانے والے قصے ہو رہے ہیں۔ اور اس میں عادتاً ایسا استغراق ہوا کہ گویا وہ بڑے کام کی باتیں ہیں۔ حضرت کو معلوم ہوا منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ ایک شب سب کو جمع کر کے کہا آؤ آج ہم تمہیں اپنی کہانی سنائیں۔ ایسی خدا لگتی اور خوف خدا دلانے والی اور کام کی باتیں سنائیں کہ سب عورتیں گویا سوئی تھیں اور جاگ اٹھیں سب نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ وہ صریح بھول میں تھیں۔ اور اس کے بعد وہ سب داستانیں افسانہ خواب کی طرح یادوں ہی سے مٹ گئیں۔"

حقیقت نماز

اسلامی نماز بھی دراصل اسی محویت کے حصول کے واسطے ایک ریاضت اور مشق ہے۔ جس کو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں دیکھا۔ تمام ادیان کی عبادت گاہوں میں جانے اور ان کی نمازوں کو دیکھنے کا مجھے موقعہ ملا ہے۔ اسلامی نمازیں بہت سے برکات ہیں۔ مگر ایک بین امتیازی نشان اللہ تعالےٰ کے حضور میں محویت کا جو اسلامی نماز میں پایا جاتا ہے۔ وہ دوسرے کسی مذہب کی عبادت میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں محویت اور انقطاع عن الدنیا کے لئے یہ ایک مشق ہے۔ جو ہر نماز میں مومن سے کرائی جاتی ہے۔ کہ تکبیر کے بعد خدا کے سوائے کسی سے اس کا کوئی تعلق باقی نہ رہے۔ کانوں پر ہاتھ رکھنا بھی تمثیلی طور پر دنیا اور اس کے تعلقات سے بیزاری اور علیحدگی کا اظہار ہے۔ کیونکہ جب ہم کسی کو کسی امر پر ملامت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا تم نے یہ کام کیا۔ تو وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے۔ جی نہیں۔ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ غرض اسلامی نماز میں داخل ہونا گویا تمام چیزوں سے بے تعلق ہو کر خدا کے پاس چلا جانا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ جب نماز ختم ہوتی ہے تو نمازی دائیں اور بائیں سلام کہتا ہے۔ سلام کہنے والا ہمیشہ وہی ہوتا ہے۔ جو باہر سے آتا ہے۔ نمازی بھی چونکہ دنیا کو چھوڑ کر خدا کے پاس چلا گیا تھا اس لئے واپسی پر سلام کہتا ہے۔

اس قسم کی محویت الی اللہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہر وقت دیکھتے تھے۔ چونکہ آپ کو حکم الٰہی تھا۔ کہ لوگوں سے ملیں اور اُن کے ساتھ اخلاق سے پیش آئیں۔ اسواسطے آپ باتیں بھی کرتے تھے۔ اور لوگوں کے حالات بھی پوچھتے تھے لیکن ان باتوں میں آپ کا دل نہ ہوتا تھا اور اس واسطے آپ کو یہ باتیں یاد بھی نہ رہتی تھیں۔ ایک شخص اپنے وطن جانے کی اجازت مانگتا۔ حضور اجازت دیتے ہوئے فرماتے۔ آپ کہاں جائیں گے۔ وہ کہتا حضور میں بھیرہ جاؤں گا۔ تب فرماتے بھیرہ کہاں ہے۔ کتنی دور ہے۔ کیا سواری جاتی ہے۔ کتنا کرایہ لگتا ہے۔ آپ کس وقت وہاں پہنچیں گے۔ وہ شخص جواب دیتا۔ بات ختم ہوئی اور وہ رخصت ہو جاتا۔ اتفاق سے دوسرے یا تیسرے دن ایک اور شخص اپنے وطن جانے کی اجازت مانگتا اور وہ بھی بھیرہ ہی کا ہوتا۔ حضور اس سے پھر وہی سوال کرتے جو پہلے شخص سے کئے تھے۔ ایسے کئی نظارے ہم نے آپ کی صحبت میں دیکھے۔ جن سے پتہ لگتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہستی آپ کی یاد میں قائم نہ رہتی تھی۔ اور یہ اس محویت تامہ کا نتیجہ تھا۔ جو کامل تبتل الی اللہ سے آپ کو حاصل تھی۔

ولی اللہ بننے کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ صرف خود اللہ تعالےٰ کی محبت میں محو رہتے۔ بلکہ ان کی دلی خواہش تھی کہ جماعت کے تمام لوگ اپنے دلوں کو پاک کریں اپنی نیتوں کو صاف کریں۔ دین اسلام کے واسطے ان میں ایک جوش ہو۔ ایک دفعہ فرمایا۔

"خدا کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی ہے۔ جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے خدا چاہتا ہے۔ کہ اس کا جلال ظاہر ہو نماز میں جو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا جاتا ہے وہ بھی خدا کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے۔ خدا کی ایسی عظمت ہو۔ کہ اس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ کہ خدا نے ترغیب دی ہے۔ کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھا دے۔ کہ اس کی عظمت کے برخلاف کوئی شئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ جو اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں۔ وہی مرید کہلاتے ہیں۔ اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔ جو خدا کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے واسطے جوش نہیں رکھتے۔ ان کی نمازیں جھوٹی ہیں۔ اور اُن کے سجدے بیکار ہیں۔ جب تک خدا کے لئے جوش نہ ہو۔ یہ سجدے صرف منتر جنتر ٹھہریں گے جن کے ذریعہ سے یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے۔ یاد رکھو۔ کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ فائدہ مند نہیں ہو سکتی

جیسا کہ خدا کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسے ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے۔ جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ خدا کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے۔ جو اسکی عزت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں۔ اور کوئی دوسرا ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ جب تک کیفیت نہ ہو۔ انسان ترقی نہیں کر سکتا گویا خدا نے قسم کھائی ہے۔ کہ جب تک اس کے لئے جوش نہ ہو کوئی لذت نہیں دے گا۔ ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک تمنا ہوتی ہے۔ ہر مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک ساری تمناؤں پر خدا کی عظمت کو مقدم نہ کرے۔ ولی قریب اور دوست کو کہتے ہیں۔ جو دوست چاہتا ہے۔ وہی یہ چاہتا ہے۔ تب یہ ولی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ چاہیئے کہ یہ خدا کے لئے جوش رکھے۔ پھر یہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جائے گا۔ خدا کے مقرب لوگوں میں سے بن جائے گا۔ مردوں کی طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ مردہ کے منہ میں ایک شئے ایک طرف سے ڈالی جاتی ہے تو دوسری طرف سے نکل جاتی ہے۔ اسی طرح شقاوت کے وقت کوئی چیز اچھی ہو۔ اندر نہیں جاتی۔"

محویت کا ایک بے نظیر نظارہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ دنیا دار الاسباب ہے۔ اسواسطے ہر امر کے واسطے ظاہری اسباب کا مہیا کرنا بھی انسان کے واسطے ضروری ہے۔ ورنہ انسان خدا کو آزمانے والا ٹھیرتا ہے جو گناہ ہے۔ لیکن اسباب پر انسان کو بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بھروسہ صرف اللہ تعالےٰ پر ہونا چاہیئے۔ اسی کے مطابق آپ کا طریق عمل تھا۔ بیمار کا علاج کرتے مگر ادویہ پر کچھ بھروسہ نہ تھا۔ فرماتے شفاء اللہ ہی دیتا ہے۔ اشاعت سلسلہ کے واسطے اشتہار کتابیں۔ اخباریں سب شائع ہوتیں مگر ان چیزوں پر بھروسہ نہ تھا۔ بعض دفعہ کئی کتابیں کچھ حصہ چھپ کر پڑی رہتیں۔ کیونکہ آپ کی توجہ کسی اور امر کی طرف ہو جاتی

حضور کی محویت کے جو عجیب نظارے ہم نے دیکھے۔ ان میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں اور اسی پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

ایک دفعہ لدھیانہ کی طرف کا ایک لڑکا عبد الغفور نام آریہ بن گیا۔ اور اس کا نام دھرمپال رکھا گیا۔ اس کا بہت چرچا ہوا۔ اس دھرم پال نے ایک کتاب بنام ترک اسلام شائع کی۔ جس میں اسلام چھوڑنے کے دلائل بیان کئے۔ کتاب کیا تھی۔ دین اسلام پر اعتراضات کا ایک مجموعہ تھا۔ اس کتاب کی اشاعت پر مسلمانوں میں بڑا شور پڑا اور اس کے کئی ایک جواب لکھے گئے۔ یہاں قادیان میں جب اس کا تذکرہ ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب ترکِ اسلام کا جواب لکھنے کا کام حضرت استاذی المکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے سپرد کیا۔ حضرت مولانا نے جب اس کا جواب لکھنا شروع کیا۔ روزانہ جس قدر مسودہ آپ طیار کرتے وہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود کو سنایا جاتا۔ اور یہ سنانے کا کام میرے سپرد ہوا۔ ان دنوں حضور کی عادت تھی۔ کہ نماز مغرب سے عشاء تک مسجد مبارک میں تشریف رکھتے اور احباب حضور کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ روزانہ اس کتاب کا ایک باب یا کم و بیش سنایا جاتا۔ اس طرح جب کتاب مکمل ہو گئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کتاب کا نام نور الدین تجویز فرمایا کتاب چھپی اور شائع ہوئی۔ اس کے قریب ایک سال بعد اسی عبد الغفور دہرمپال کے متعلق اخباروں میں کوئی بات شائع ہوئی جس کا ذکر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں مسجد مبارک میں کیا حضور کی عادت تھی۔ کہ عموماً امام کے آنے سے قبل مسجد میں آ جاتے۔ امام کے انتظار میں بیٹھے رہتے۔ اور خدام کو کچھ عرض معروض کرنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آج اخبار میں دہرمپال کے متعلق اس قسم کی خبر شائع ہوئی ہے۔

فرمایا۔ دھرمپال کون ہے؟

میں نے عرض کیا۔ حضور وہی دہرمپال جس کا پہلا نام عبد الغفور تھا۔ اور اس نے اسلام کے خلاف کتاب ترک اسلام لکھی تھی

فرمایا۔ اچھا تو اس کی کتاب کا کسی نے جواب لکھا

میں نے عرض کیا۔ حضور نے جواب لکھنے کا کام مولوی صاحب کے سپرد کیا تھا۔ اور مولوی صاحب نے جواب لکھا تھا۔ فرمایا۔ اچھا تو کیا وہ جواب چھپ گیا ہے؟

میں نے عرض کیا۔ ہاں حضور وہ جواب شائع ہو گیا۔ اور حضور نے ہی اس کا نام نور الدین رکھا تھا۔ فرمایا اچھا اچھا۔

میں متعجب ہو رہا تھا۔ کہ جس دھرمپال اور اس کی کتاب کا اتنا شور و غل ہوا تھا۔ اور حضور نے بڑے اہتمام سے خود اس کا جواب لکھوایا۔ اور اس کا مسودہ سنا اور خود اس کتاب کا نام نور الدین رکھا۔ یہ تمام باتیں اتنے تھوڑے عرصہ میں آپ کو ایسی بھول گئیں۔ کہ گویا کبھی یہ واقعات ہوئے ہی نہ تھے۔ اس کا سبب یہی تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں آپ کی محویت ایسی غالب تھی۔ کہ اور کوئی بات حافظہ میں دیر تک قائم نہ رہ سکتی تھی۔

پانچ باتیں

بالآخر بطور خلاصہ میں نصیحت کی پانچ باتیں عرض کرتا ہوں۔ جو مومن کو اللہ تعالےٰ کی محویت میں لے جانے میں ممد اور معاون ہو سکتی ہیں۔

(۱) ہم دنیا کے سب کام کریں۔ مگر ہمارا دل ہر وقت خدا کی طرف لگا رہے۔ اور کسی حالت میں ہم اسے نہ بھولیں۔

(۲) ہمارے دن رات کے پروگرام میں کچھ وقت ایسا ضرور ہونا چاہیئے۔ جس میں ہم سب سے الگ ہو کر خلوت میں اپنے رب کے دھیان میں مصروف رہیں۔

(۳) نمازوں کے اندر پوری توجہ اللہ تعالےٰ کی طرف رکھیں۔ اور نماز کی دعاؤں کو سمجھ کر پڑھا کریں۔ اور نماز کے اندر اپنی زبان میں بھی اللہ تعالےٰ سے دعا کیا کریں۔

(۴) بغض۔ حسد۔ کینہ۔ بدنظری۔ لالچ۔ ضرر رسانی۔ جھگڑا فساد۔ دشنام دہی۔ غیبت وغیرہ اس قسم کے برے افعال اور برے خیالات سے بچتے رہیں کیونکہ یہ امور انسان کی روحانی ترقی کی راہ میں حارج ہوتے ہیں۔ ہر ایک قسم کی بدکاری سے سچی توبہ کر کے صوم و صلوٰۃ اور نیک کاموں کی پابندی پر قائم رہیں

(۵) نہ صرف ہمارے افعال اور ہمارے اقوال اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے لئے ہوں۔ بلکہ ہم نہایت توجہ کے ساتھ اپنے خیالات کو ہر وقت راستی اور حق اور نیکی پر قائم رکھیں۔ اور اپنے خیالات کو کبھی پراگندہ نہ ہونے دیں۔ اور بدی کی طرف جانے نہ دیں۔

بالآخر دعا کرتا ہوں۔ کہ اس جلسہ میں شامل ہونے والے تمام احباب کو اور نیز ان کو جو جلسہ میں شمولیت کا شوق رکھتے ہیں۔ مگر کسی معذوری کے سبب آ نہیں سکے۔ ہم سب کے تمام حرکات اور سکنات اور اشارات اور اقوال اور افعال اور خیالات اور نیات سب اللہ پاک کی رضامندی کے واسطے ہوں۔ اور نیکیوں کے حاصل کرنے میں اللہ کریم رحیم کی نصرت اور حفاظت ہمیشہ ہم سب کے اور ہمارے اہل و عیال اور اولاد اور متعلقین اور محبین کے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور ۳۰ دسمبر۔ مولانا آزاد صدر کانگرس نے ایک انٹرویو میں کہا۔ کہ باہر سے ہندوستان پر حملہ ہوا۔ اور ہندوستان کی حفاظت کے لئے ضروری ہوا۔ تو میں تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن کا مقابلہ کروں گا۔ میرا عدم تشدد گاندھی جی کے عدم تشدد سے مختلف ہے۔

لنڈن ۳۰ دسمبر۔ گذشتہ شب جرمن طیاروں نے لنڈن پر جو حملہ کیا۔ وہ موجودہ جنگ کا شدید ترین ہوائی حملہ ہے۔ آگ لگانے اور دھماکہ سے پھٹنے والے خوفناک بم بارش کی طرح برستے رہے۔ بہت سی عمارتوں کو جن میں کئی تاریخی گرجے اور گلڈ ہال بھی ہے نقصان پہنچا۔ سارے شہر کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ مگر کامیابی نہ ہو سکی

لاہور ۳۰ دسمبر۔ آج مولانا آزاد نے ایک بیان میں کہا کہ سردار سمپورن سنگھ کے خلاف انضباطی کارروائی فی الحال ملتوی کر دی گئی ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ ۱۵ اپریل تک ۱۵ ہزار ستیہ آگرہی جیل پہونچ جائیں گے۔

امرتسر ۳۰ دسمبر۔ یہ افواہ پھیل رہی ہے۔ کہ نارووال چک امرو ریلوے لائن فوجی ضروریات کے پیش نظر بند کر دی جائے گی۔

لنڈن ۳۰ دسمبر مارشل پیٹان نے ایک طویل تقریر براڈکاسٹ کی۔ جس میں فرانسیسی نوجوانوں سے تعاون اور امداد کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ نوجوان ایسی سیاسیات سے احتراز کریں۔ جیسی ان کے پیشرو سیاسی لیڈروں نے اختیار کی تھی۔ اور جس کی وجہ سے آج فرانس کو یہ دن دیکھنا پڑا۔

امرتسر ۳۰ دسمبر۔ آج یہاں مسلمانوں کے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ مسلمان عورتوں کو سینما جانے سے روکنے کی مہم شروع کی جائے۔

واشنگٹن ۳۰ دسمبر۔ محوری طاقتوں کے ایک سو چھ جہاز اس وقت امریکن بندرگاہوں میں رُکے ہوئے ہیں۔ اب امریکن گورنمنٹ ان جہازوں کو برطانیہ کے حوالہ کر دینے کی تجویز کانگرس کے پیش کر رہی ہے۔

بلغراد ۳۱ دسمبر رائٹر کے نامہ نگار نے اس خبر کی تصدیق کر دی ہے کہ جرمنی کی بہت سی افواج رومانیہ پہونچ گئی ہیں۔ انہیں مغربی محاذ سے ہٹا کر رومانیہ بھیجا گیا ہے۔

آسٹریا سے بہت سی فوج فرانس بھیج دی گئی ہے۔ اور کئی ڈویژن درہ برینر سے گذر کر اٹلی پہنچ چکے ہیں۔

لنڈن ۳۱ دسمبر۔ ڈینیوب کمیشن کے روسی ممبر نے استعفا دے دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اس کی حکومت آئندہ اس سے کوئی سروکار نہیں رکھے گی۔ اٹلی اور جرمنی اس کمیشن کے کرتا دھرتا ہیں۔

لنڈن ۳۱ دسمبر آسٹریا سے کسی نہ کسی طرح یہ خبر پہونچی ہے۔ کہ وہاں اشیائے ضروری بالخصوص ایندھن کی بہت کمی ہے۔ اس لئے لوگوں میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔ کوئلہ تو بالکل نہیں مل رہا۔ لوگ حیران ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ مزدوروں کو اب جرمنی کی فتح کا یقین نہیں رہا۔ بہت سے لوگ اس الزام میں پکڑے گئے ہیں۔ کہ وہ لوگوں میں بے چینی پھیلا رہے تھے۔

لنڈن ۳۱ دسمبر۔ دشمن کے ہاتھوں انگریزی جہازوں کا نقصان اب بہت کم ہو رہا ہے۔ ۲۴ دسمبر کو ختم ہونے والے ہفتہ میں کل ۱۸ جہاز غرق ہوئے۔ جن کا مجموعی وزن ۴۳ ہزار ٹن ہے۔ ان میں سے ۱۵ برطانیہ کے تھے۔ جن کا وزن ۳۳ ہزار ٹن کے قریب تھا۔ ڈنکرک کی لڑائی کے بعد ہر ہفتہ اوسطاً ۳۵ ہزار ٹن کا نقصان ہوتا رہا۔ ہوائی لڑائیوں میں بھی برطانیہ کا پلڑا بھاری ہے۔ چنانچہ ۲۴ دسمبر کو ختم ہونے والے دو ہفتوں میں دشمن کے ۱۰۸ اور برطانیہ کے صرف ۳۳ ہوائی جہاز برباد ہوئے۔

انقرہ ۳۱ دسمبر۔ آج ترکی کے مشہور اخبار جمہوریت نے لکھا ہے۔ کہ پریذیڈنٹ روزویلٹ کی تقریر لڑائی کا پانسہ پلٹ دے گی۔ اور اگر انہوں نے ضروری سمجھا۔ تو امریکہ کھلم کھلا لڑائی میں شریک ہو جائے گا۔

لنڈن ۳۱ دسمبر جرمنی کی پروپیگنڈا منسٹری کے ارکان کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اب پریذیڈنٹ روزویلٹ پر برس پڑے ہیں۔ نازی اخبارات نے عجیب و غریب سرخیوں سے اس کے خلاصے شائع کئے ہیں۔

برلن ۳۱ دسمبر۔ ہٹلر نے جرمن افواج کے نام ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ ۱۹۴۱ء میں مغربی محاذ کی جنگ پوری طرح فتح کر لی جائے گی۔ جو قوم چاروں طرف دشمن سے گھری ہوئی ہو خدا اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے مغربی محاذ کی جنگ کا فیصلہ کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ نیز یہ کہ وہ جانتا ہے۔ کہ جرمنی نے چاروں طرف اپنے دشمن پیدا کر لئے ہیں۔

لنڈن ۳۱ دسمبر۔ یونانیوں نے ولونا کی بندرگاہ پر دھاوا بولنے کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ البانیہ میں اٹلی کی صرف یہی ایک چھاؤنی باقی رہ گئی ہے۔ جو اگر سر کر لی گئی۔ تو اٹلی کے لئے بہت بڑی شکست ہو گی۔ یونانیوں کی سکیم یہ ہے کہ فوجیں دو اطراف سے ولونا پر جا پہنچیں۔ ایک تو حمارہ سے سمندر کے ساتھ ساتھ اور دوسرے وسطی علاقہ سے براٹ ہوتی ہوئی۔ براٹ صرف سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مگر شدید برف باری اور موسم کی خرابی کی وجہ سے یہ فاصلہ طے کرنا بھی آسان نہیں۔ اگر براٹ پر قبضہ ہو گیا۔ تو ولونا بہت خطرہ میں پڑ جائے گا۔ ایک اور علاقہ میں یونانیوں نے اٹلی کے ایک برف پر چلنے والے دستہ کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور بہت سا سامان بھی ان کے قبضہ میں آ گیا ہے۔

لنڈن ۳۱ دسمبر لیبیا میں انگریزی طیاروں نے دیکھ بھال کے لئے اڑان کی۔ مگر دشمن کے کسی جہاز کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس وقت تک اٹلی کے ۱۸۱ جہاز تباہ کئے جا چکے ہیں۔ اور برطانیہ کے صرف ۱۶ جہاز کام آئے۔

لنڈن ۳۱ دسمبر۔ کل رات انگریزی ہوائی جہازوں نے دشمن کے علاقہ پر کوئی حملہ کیا۔ اور نہ دشمن کے طیاروں نے برطانیہ پر۔ اس کی وجہ موسم کی خرابی ہے۔ اتوار کی رات کے حملہ میں جن لوگوں کو نقصان پہونچا۔ ملک معظم نے ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اور لارڈ میئر کو بھی ہمدردی کا پیغام بھیجا ہے۔ مسٹر چرچل نے آج ان علاقوں کا دورہ کیا۔ جنہیں زیادہ نقصان پہنچا ہے کئی جگہ مزدوروں نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اور کہا کہ اس حملہ کا جواب ضرور ملنا چاہئیے۔ ایک عورت نے آپ سے پوچھا کہ لڑائی کب ختم ہو گی۔ آپ نے کہا۔ جب ہم دشمن کا سر اچھی طرح کچل لیں گے۔

واشنگٹن ۳۱ دسمبر۔ اتوار کی رات جرمن طیاروں نے برطانیہ پر جو ظالمانہ حملہ کیا۔ امریکہ میں اس کی شدید مذمت کی جا رہی ہے۔ نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ عمداً شہری آبادی کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ برلن ریڈیو نے کہا ہے۔ کہ اس حملہ میں صرف فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ لیکن یہ فوجی ٹھکانے سینٹ پال کا گرجا سینٹ لارنس کا گرجا سینٹ اینڈریوز کا گرجا۔ سینٹ میری کا گرجا۔ اور ٹاؤن ہال وغیرہ ہیں۔ یہ سب عمارتیں ایک میل طول کے محاذ میں واقع تھیں۔ اور اس علاقہ میں کوئی چھاؤنی یا کارخانہ نہ تھا۔

دہلی ۳۱ دسمبر۔ ہندوستان سے نئے سال کے جو تحفے برطانیہ بھیجے گئے ہیں۔ ان میں بلوچستان کی طرف سے دو ہوائی جہاز اور ایک ہوائی جہاز انڈین پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے۔ اس محکمہ کی طرف سے ایک اور جہاز کے لئے بھی چندہ فراہم کیا جا رہا ہے۔

کراچی ۳۱ دسمبر صوبہ سندھ سے بڑے دن کی تقریب پر لارڈ میئر لنڈن کو ان لوگوں کی امداد کے لئے جن کو ہوائی حملوں سے نقصان پہنچا ہے ایک معقول رقم بھیجی گئی ہے۔

حیدرآباد دکن ۳۱ دسمبر۔ نظام گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستانی فوج کے لئے ڈرائیور مستریوں کو وہ اپنے خرچ پر اپنے ورکشاپوں میں ٹریننگ دے گی۔

دہلی ۳۱ دسمبر حکومت نے سر گتھری رسل سابق چیف کمشنر ریلویز کو ہندوستان کا سٹیل کنٹرولر مقرر کیا ہے۔ اور لوہا و فولاد کی درآمد پر بعض پابندیاں عاید کر دی ہیں۔

پٹنہ ۳۱ دسمبر۔ بہار فلائنگ کلب کا افتتاح گورنر بہادر جنوری کے آخری ہفتہ میں کریں گے۔ اور فروری کے شروع میں یہاں امیدواروں کی ٹریننگ شروع ہو جائے گی۔

کراچی ۳۱ دسمبر۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے آج سندھ اسمبلی کی کانگرس پارٹی کے لیڈر مسٹر آر کے سدھوا سے سندھ کے آئینی سوال پر بات چیت کی۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی